حضرت خلیل اللہ ؑ کے مختصر حالات زندگی

مولانا عزیز زبیدی صاحب

سیدنا ابراہیم علیہ السلام عراق کے ایک مشہور شہر اُور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بت تراش، بُت فروش اور بت خانے کے بڑے پجاری تھے۔ کالدی زبان میں بڑے پادری کو آدار کہتے تھے غالباً یہی آدار ہے جس نے عربی میں آزر کی شکل اختیار کر لی اور ابراہیم علیہ السلام کے والد، تارح، آزر کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب آنکھ کھولی تو اپنے گھر میں بت پرستی پائی مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں شروع ہی سے حق کی بصیرت اور رشد و ہدایت کی روشنی عطا فرمائی تھی اس لیے نہ تو عزیزوں اور بزرگوں کی غلط روی انہیں متاثر کر سکی اور نہ قوم کی جہالت و گمراہی انہیں راہِ راست سے ہٹا سکی۔ نبوت کے منصب پر سرفراز ہوتے ہی انہوں نے دعوت حق کو پھیلانا شروع کر دیا۔

والد کو دعوتِ حق:۔ انہوں نے دعوت کا کام اپنے خاندان ہی سے شروع کیا اور سب سے پہلے اپنے والد سے کہا کہ: آبا جان، آپ اس چیز کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو نہ سنتی ہے نہ دیکھتی ہے اور نہ آپ کے کسی کام آسکتی ہے مجھے اللہ تعالےٰ نے علم کی روشنی عطا فرمائی ہے آپ میری پیروی کیجئے۔ میں آپ کو سیدھی راہ دکھاؤں گا۔ شیطان کی پیروی نہ کیجئے ورنہ آپ خدا کے عذاب میں گھر جائیں گے۔ والد پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس نے الٹا انہیں دھمکایا اور کہا کہ اگر تم ہمارے معبودوں کی برائی سے باز نہ آئے تو میں تمہیں سنگسار کر دوں گا۔ اپنی خیر چاہتے ہو تو جان سلامت لے کر یہاں سے چلتے بنو۔ ابراہیم علیہ السلام نے نہایت نرمی اور ادب سے جواب دیا۔ اچھا، تو میرا سلام قبول فرمائیے، میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔ مگر پروردگار سے آپ کے حق میں دعائے خیر کرتا رہوں گا۔

قوم کو دعوتِ حق:۔ جب آزر نے دعوتِ حق کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کو حق کی طرف دعوت دینی شروع کی۔ شرک و بت پرستی کے خلاف

عقلِ سلیم کی حجتیں اور وجدانِ صادق کی شہادتیں پیش کیں مگر آباد اجداد کی تقلید کی ظلمت ان لوگوں کے دلوں پر اسی طرح چھا گئی تھی۔ کہ عقل و بینش کی کوئی روشنی بھی انہیں دکھائی نہ دیتی تھی۔ ہر حجت و آیت کا جواب ان کی طرف سے یہی دیا جاتا تھا۔ کہ ہم نے باپ دادا کو دیکھا ہے کہ انہیں بتوں کو پوجا کرتے تھے۔ جو حقیقت ہمارے آباؤ اجداد اور ان کے آباو اجداد نہ پاسکے وہ تم نے کیوں پالی؟

جب قوم پر ابراہیم علیہ السلام کے پند و نصائح کا کوئی اثر نہ ہوا تو انہوں نے اعلان کیا کہ میں تمہارے بتوں کے ساتھ ایک ایسی چال چلوں گا جو تم کو زِچ کر کے ہی چھوڑے گی۔ چنانچہ ایک روز جب قوم کے تمام چھوٹے بڑے ایک مذہبی میلہ دیکھنے کے لیے باہر گئے ہوئے تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک تبر لے کر ہیکل میں پہنچے اور ساری مورتیوں کو توڑ پھوڑ ڈالا۔ مگر سب سے بڑے بت کو چھوڑ دیا اور اس کے کندھے پر تبر رکھ کر واپس چلے آئے۔ جب لوگوں نے میلہ سے واپسی پر ہیکل میں بتوں کا یہ حال دیکھا تو سخت برہم ہوگئے۔ کہنے لگے ہو نہ ہو یہ ابراہیم (علیہ السلام) کا کام ہے۔ انہیں طلب کیا گیا اور سوال کیا گیا کہ کیا ہمارے دیوتاؤں کے ساتھ یہ نازیبا حرکت تم نے کی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ اس بڑے بت سے کیوں نہیں پوچھ لیتے۔ یہ جواب سن کر وہ دل ہی دل میں نادم ہوئے اور شرم کے مارے گردن جھکا کر کہنے لگے۔ ابراہیم (علیہ السلام) تم خوب جانتے ہو کہ یہ بے جان مورتیاں ہیں، ان میں بولنے کی قدرت کہاں ہے! اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نہایت مختصر مگر جامع الفاظ میں انہیں نصیحت بھی کی اور ملامت بھی کی اور بتایا کہ تم اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہو جو تم کو نہ کچھ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان۔ تف ہے تم پر اور تمہارے ان معبودانِ باطل پر جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟

مگر اس نصیحت کا اُلٹا اثر ہوا۔ وہ ابراہیم علیہ السلام کی عداوت اور دشمنی میں اور زیادہ سخت ہوگئے اور آپس میں کہنے لگے کہ اگر دیوتاؤں کی خوشنودی چاہتے ہو تو اس شخص کو دہکتی ہوئی آگ میں جلا ڈالو تاکہ اس دعوت و تبلیغ کا قصہ ہی پاک ہو جائے۔

نمرود سے مناظرہ:۔ شدہ شدہ یہ باتیں عراق کے بادشاہ نمرود تک پہنچ گئیں۔ نمرود خود مالک الملک اور مقتدر اعلیٰ، رب ہونے کا مدعی تھا اور لوگ دوسرے دیوتاؤں کی طرح اس کی بھی پرستش کرتے تھے۔ نمرود نے سوچا کہ اگر اس شخص کی تبلیغی سرگرمیاں یونہی جاری رہیں تو یہ رعایا کو میری ملوکیت، ربوبیت اور الوہیت سے برگشتہ کر دے گا۔ چنانچہ اس نے ابراہیم علیہ السلام کو دربار میں بلایا اور پوچھا

کہ تمہارا رب کون ہے جس کی عبادت کی طرف تم لوگوں کو بلا رہے ہو ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ میرا رب وہ ہے جس کے اختیار میں زندگی اور موت ہے۔ اس پر وہ کہنے لگا، زندگی اور موت میرے اختیار میں بھی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا اچھا میرا رب سورج مشرق سے نکالتا ہے۔ تو ذرا مغرب سے نکال لا۔ یہ سن کر وہ منکر حق ششدر رہ گیا۔ مگر خود پرستی کی ظلمت سے حق پرستی کی روشنی میں نہ آیا۔ بلکہ اس کے برعکس اپنی ذلت و ندامت کی وجہ سے اس کے سینہ میں غیظ و غضب کی آگ بھڑک اٹھی۔ اور رعایا سے بادشاہ تک سب نے متفقہ فیصلہ کیا کہ دینِ آبائی کی مخالفت کی پاداش میں ابراہیم علیہ السلام کو بھڑکتی ہوئی آگ میں جلا دینا چاہیے۔

پہلی آزمائش:۔ یہ بڑا نازک وقت تھا۔ باپ دشمن، عوام مخالف، بادشاہِ وقت، درپے آزار۔ مگر ان میں سے کوئی چیز بھی ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کو راہِ حق سے ڈگمگا نہ سکی، وہ خدائے واحد کے بھروسے اس کڑی آزمائش کے لیے تیار ہو گئے۔ ایک خاص جگہ لگاتار کئی روز تک آگ دہکائی گئی اور جب اس کے شعلوں کی گرمی سے قرب و جوار کی اشیاء تک جھلسنے لگیں تو ابراہیم علیہ السلام کو اس آگ میں پھینک دیا گیا۔ عین اس وقت خالق کائنات کی نظرِ کرم سے وہ ہولناک آگ خلیل اللہ کے لیے گلزار بن گئی۔ ابراہیم علیہ السلام کا بال تک بیکا نہ ہوا اور دشمنانِ حق کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے۔

جب اس بدنصیب قوم نے ابراہیم علیہ السلام کی بات پر کان نہ دھرا اور ہدایت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ تو انہوں نے اپنے وطن سے ہجرت کا فیصلہ کر لیا تاکہ کسی دوسری جگہ جا کر لوگوں کو پیغام الٰہی سنائیں اور دعوتِ حق کو پھیلائیں چنانچہ وہ اُور سے شام اور فلسطین ہوتے ہوئے مصر جا پہنچے اس سفر میں ان کی بیوی حضرت سارہ، ان کے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی ان کے ہمراہ تھے۔ مصر کے قیام کے زمانے میں بعض ایسے واقعات پیش آئے جن سے شاہِ مصر پر یہ بات واضح ہو گئی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کے برگزیدہ بندے ہیں اس لیے اس نے ان کی خاطر و مدارات کی اور مصر سے روانگی کے وقت اپنی بیٹی ہاجرہ کو ان کی زوجیت میں دے دیا۔ خدا تعالیٰ نے انہیں پہلوٹا بیٹا انہی ہاجرہ کے بطن سے عنایت فرمایا

دوسری آزمائش: حضرت ابراہیم علیہ السلام دعوتِ حق کو پھیلانے کے لیے سالہا سال بے خانماں پھرتے رہے۔ ساری جوانی اسی طرح بیت گئی۔ اور کالے بال سفید ہو گئے۔ اخیر عمر میں جب نوے برس پورے ہونے میں صرف چار سال باقی تھے۔ اور اولاد سے مایوسی ہو چکی تھی۔ اللہ

نے اولاد دی۔ ہاجرہ کے بطن سے اسماعیل علیہ السلام کا پیدا ہونا حضرت سارہ کو شاق گزرا۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان ماں بیٹوں کو، وطن سے بہت دور لے جاکر اس جگہ چھوڑ آئے جہاں آج مکہ آباد ہے۔ اور پروردگارِ عالم سے دعا کی کہ مولا، میں نے اپنے اہل و عیال کو اس بے آب و گیاہ اور ویران علاقے میں لاکر بسا دیا ہے۔ تاکہ اس سرزمین میں تیرا نام بلند ہو۔ خدایا لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور ان کے لیے رزق کا سامان کر دے اس بڑھاپے میں اپنے اکلوتے بیٹے کو اپنی نگاہوں سے دور کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر اسے بھی گوارا کر لیا۔

تیسری آزمائش: مقربین بارگاہِ الٰہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ عام انسانوں سے مختلف ہوتا ہے انہیں آزمائش و امتحان کی سخت سے سخت منزلوں سے گزرنا پڑتا ہے اور قدم قدم پر جاں سپاری اور تسلیم و رضا کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کو بھی کئی آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑا انہیں زندہ آگ میں جلا دینے کا فیصلہ کیا گیا وہ اس ہولناک سزا کو بھگتنے کے لیے تیار ہو گئے۔ بیوی اور اکلوتے بیٹے کو فاران کے بیابان میں چھوڑ آنے کا حکم ملا تو وہ بھی کوئی معمولی امتحان نہ تھا سخت آزمائش تھی۔ بڑھاپے کی تمناؤں کا مرکز، شبانہ روز دعاؤں کے ثمر اور گھر کے چشم و چراغ، اسماعیلؑ کو صرف حکمِ الٰہی کی تعمیل میں ایک بے آب و گیاہ ریگستان میں چھوڑ آئے تیسرا امتحان ان سے بھی زیادہ کٹھن تھا۔ بارگاہِ الٰہی سے اشارہ ہوا کہ اپنے اکلوتے بیٹے کو ہماری راہ میں قربان کر دو، اشارہ پاتا ہی اپنے لختِ جگر کو خدا کا حکم سنایا۔ اس سعادت مند لڑکے نے بھی فوراً حکمِ خداوندی کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا اور حضرت ابراہیم اپنے ہاتھ سے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ فوراً وحی الٰہی نازل ہوئی کہ اے ابراہیم علیہ السلام تم نے ثابت کر دیا کہ تم دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر رب العلمین سے محبت رکھتے ہو۔ تم نے اپنے مسلم ہونے کے دعوے کو بالکل سچ کر دکھایا۔ یہی وہ قربانی ہے جو یادگار کے طور پر ملتِ ابراہیمی کا شعار قرار پائی۔ اور ہر سال ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو ساری دنیا میں اس رسم کو دہرایا جاتا ہے۔

منصبِ امامت: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہر طرح آزما لیا اور وہ ہر آزمائش میں پورے اتر آئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ساری دنیا کا امام بنا دیا اور وہ اسلام کی عالمگیر تحریک کے لیڈر بنائے گئے۔ چنانچہ آپ نے اسلامی تحریک کو تمام دنیا میں پھیلانے کے لیے زبردست جدوجہد شروع کر دی۔ اس کام میں تین آدمی ان کے لیے قوتِ بازو ثابت ہوئے۔ ایک ان کے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام جن کو انھوں نے سدوم (شرق اردن) میں اپنا نائب مقرر کیا، دوسرے

باقی صفحہ ۴ پر